

مدارس اسلامیہ کے خلاف مغربی ممالک اور حکمرانوں کی مشترکہ یلغار

امریکہ، مغربی ممالک اور ان کے دباؤ پر ہمارے حکمرانوں نے اس بات کا تہیہ کر رکھا ہے کہ دنیا سے اسلام کی بچی کبھی طاقت اور مراکز دینیہ کی روح کو کسی نہ کسی طریقے سے ختم کی جائے۔ یوں تو اسلام روزِ اول ہی سے دشمنوں، منافقوں اور طاغوتی قوتوں کا نشانہ ستم بنا رہا ہے لیکن امت مسلمہ اور اسلام پر اس سے پہلے اتنا کڑا وقت کبھی نہیں آیا تھا جیسا کہ موجودہ ستم ایجادِ عہد میں اس کے ساتھ ہو رہا ہے۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ مسلمان کرہ ارض پر اس وقت سب سے زیادہ مظلوم و مجبور ہیں اور انہیں انتہا پسند و شنگردِ جارح اور ظالم بھی کہا جا رہا ہے۔ اگر مسلمان اس جبر و تشدد پر فریاد کریں یا آہ و نالہ کریں تو ظالم قوتیں اس پر بھی سب سے زیادہ پابھرتی ہیں کہ مسلمانوں کو فریاد کرنے اور اپنے دفاع کا حق بھی حاصل نہیں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا عالمی سطح پر عراق کی مقتل گاہ کا خون آشام منظر خون کے آنسوؤں میں لار رہا ہے اور افغانستان کے زخم دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ فلسطین، کشمیر، چیچنیا اور دیگر ممالک میں بھی خونِ مسلم کی ہولی کھیلی جا رہی ہے اور مغربی میڈیا اسلام کے پرچے منفی پروپیگنڈے کے ذریعے اڑا رہا ہے۔ لندن کے بم دھماکے جو ایک منصوبے کے تحت کرائے گئے اس کا ملکہ بھی گیارہ ستمبر کے واقعے کی طرح مسلمانوں پر ڈال دیا گیا ہے اور اس واقعے کو بنیاد بنا کر انگلینڈ اور دنیا بھر میں مسلم تارکین وطن کا جینا دو بھر کیا جا رہا ہے اور ظلم یہ ہے کہ ایک گہری سازش کے ذریعے برطانوی وزیرِ اعظم ٹونی بلیر نے بغیر کسی ثبوت کے اس کا سارا ملکہ پاکستان کے دینی مدارس پر ڈال دیا ہے۔ اور مدارس اسلامیہ کے خلاف کھل کر اس کا خبث باطن سامنے آ گیا ہے۔ حالانکہ ان واقعات میں کوئی بھی پاکستانی شہری یا عالمِ دین یا مدرسے کا طالب علم تک ملوث نہیں پایا گیا۔ لیکن پھر بھی اس وقت سارا دباؤ اور ساری جارحانہ کاروائیاں مدارس اسلامیہ اور علماء و طلباء کے خلاف کی جا رہی ہیں۔ پاکستانی حکمرانوں نے بھی اس کہادت کے مطابق کہ کان کو ہاتھ لگائے بغیر ہی کتے کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ واقعی وہ میرا کان لے گیا ہو۔

حکمران ان دنوں مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے اسلامی شعائر، مساجد، مدارس اور دینی رسائل و جرائد و اخبارات کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی برپا کئے ہوئے ہیں۔ غیر ملکی طلباء جو دینی علوم کے لئے کئی دہائیوں سے پاکستان کے دینی مراکز سے استفادہ کے لئے دنیا بھر سے آتے رہتے ہیں ان کے اخراج کا بھی یکا یک فیصلہ کر لیا گیا۔ یہ ایک ظلم عظیم ہے اور یہ نا انصافی پر مبنی اقدام علم اور اسلام دشمنی کا بدترین نمونہ ہے۔ اس اقدام سے حکومت کے عزائم قوم کے سامنے پوری طرح عیاں ہو گئے ہیں کہ حکمران مغربی آقاؤں کے اشارے پر یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اسی طرح دینی مدارس کے حامل سند یافتہ افراد کو بلدیاتی الیکشن سے آؤٹ کرنا اور انہیں روزگار اور دیگر تمام شعبوں سے نکال دینے کا سپریم کورٹ کا ظالمانہ فیصلہ بھی حکمرانوں کی ایماء پر کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعے دینی مدارس کے حامل افراد کو بے وقعت کیا جا رہا ہے۔ اور علماء و طلباء کو سیاست اور قومی ادارے سے الگ تھلگ کر کے دیوار سے لگانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ اور نئے آنے والے طلباء کی حوصلہ شکنی بھی کی جا رہی ہے۔ اس فیصلہ پر امریکی حکومت کے اہم ترجمان نے خوشی کا اظہار بھی گزشتہ دنوں کیا ہے کہ ”سپریم کورٹ کے فیصلے سے پارلیمنٹ میں انتہاء پسندوں کا راستہ اور داخلہ رک جائے گا۔ اور پاکستان میں انتہاء پسندوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور قوت کو نقصان ہوگا۔“

اسی طرح امریکہ تعلیمی نصاب میں تبدیلی کے احکامات بھی صادر کر رہا ہے کہ قرآن و حدیث سے یہود و نصاریٰ کے متعلق مواد کو بھی (نعوذ باللہ) حذف کیا جائے اور جہاد کے احکام ساقط کئے جائیں۔ اس تازہ ”فرمان“ پر وفاقی وزیر تعلیم جاوید اشرف قاضی نے فوراً لیک کہتے ہوئے احکامات صادر بھی کر دیئے ہیں اور امریکی حکومت کو اس بات کا عندیہ بھی دے دیا گیا ہے کہ ہم بہت جلد اپنے تعلیمی نصاب سے یہ مواد چند دنوں میں حذف کر دیں گے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) اسی طرح صدر مملکت نے مدارس آرڈیننس کے ذریعے دینی مدارس پر قبضہ کرنے کے لئے ایک منظم منصوبہ تیار کیا ہے جس کے نفاذ سے دینی مدارس کی آزاد حیثیت بالکل ختم ہو جائے گی۔ اور اس پر دوسرے لفظوں میں حکومت کا مکمل کنٹرول ہو جائے گا۔ اور حکومت کی منشاء پر اس کے نصاب میں تبدیلیاں لائی جائیں گی، اور چندہ دہندگان کے کوائف بھی اس نئے قانون کے تحت حکومت کو دینے ہوں گے تاکہ بعد میں ان کے خلاف بھی کارروائی کی جائے۔ اسی طرح اس آرڈیننس میں اور بھی کئی متنازعہ امور ایسے ہیں جن پر وفاق المدارس العربیہ اور مدارس دینیہ کو شدید اعتراض ہے۔ یہ آرڈیننس اصل میں مدارس سے خود مختاری، آزادی، اور دینی روح قبض کرنے کی ایک ناپاک کوشش ہے۔ حکمران کھلم کھلا اسلام دینی مدارس اور مشرقی روایات کا مذاق عوامی اجتماعات میں اڑا رہے ہیں اور ڈھول کی تھاپ پر رقص کر رہے ہیں تاکہ مغرب کو خوش اور اللہ کو ناراض کیا جائے۔ حکمران کھل کر مدارس اسلامیہ کے خلاف سامنے آ گئے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے خبث باطن کا کھل کر اظہار شروع کر دیا ہے۔ اور آئے روز نئے الزامات اور اقدامات مدارس اسلامیہ کے خلاف سامنے آ رہے ہیں۔

ان دنوں دینی مدارس کا وجود شدید خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ عالم کفر اور پاکستانی حکمران اسلام کے ان مراکز کے منہدم کرنے میں پوری ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان اسلام سے اس وقت تک جڑے رہیں گے جب تک کہ اسلام کے یہ قلعے (مدارس اسلامیہ) محفوظ اور قائم و دائم ہیں۔ پاکستانی حکمرانوں کو یہ جرات اس لئے بھی ہو رہی ہے کہ پاکستان کی تمام مذہبی جماعتیں صدر مشرف کے بچھائے ہوئے جال میں بری طرح پھنسن گئیں ہیں کیونکہ انہوں نے صدر مشرف کو مزید پانچ سال کے لئے آئینی صدر مان کر اور اس کے سابقہ غیر آئینی اقدامات کو جائز قرار دے دیا۔ اور تمام مذہبی جماعتیں اقتدار کی چکاچوند میں مست ہو گئیں۔ اور اپنا انقلابی منشور اور اسلام اور مدارس کے تحفظ کے وعدے ان لوگوں نے بھلا دیئے۔ اسی لئے یہ عوامی حمایت سے دن بدن ہاتھ دھو رہے ہیں۔ بلدیاتی الیکشن میں ان کا پول کھل گیا ہے۔ پھر بعد میں پیپلز پارٹی اور اے این پی جیسی سیکولر جماعتوں سے معمولی مفاد کیلئے اتحاد کرنا اور ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی کرنا اس حساس موقع پر کہاں کی دانائی اور حکمت ہے؟

موجودہ حکومت کے گزشتہ چار پانچ سال کے اقدامات جو دینی مدارس اور اسلام کے تشخص کو کمزور کرنے کیلئے کئے گئے ان کا سیاسی مذہبی جماعتوں نے کوئی سنجیدہ نوٹس نہیں لیا اور ان کے دیکھا دیکھی عوام نے بھی ان منفی اقدامات پر کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا جو ہم سب کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔ اگر آج مذہبی سیاسی جماعتیں اقتدار اور پارلیمنٹ کی آرام دہ مسندیں قربان کر دیں اور موجودہ حکمرانوں کی خلاف کھل کر صف آراء ہو جائیں تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ حکومت دفاعی پوزیشن میں آجائیگی اور یوں دینی مدارس اور اسلام کو لاحق خطرات دور ہو جائیں گے۔ لیکن عملاً ایسا کرنا دینی جماعتوں کے لئے شاید ممکن نہیں۔ کیونکہ وہ نمک کی کان میں گر گئی ہیں اور مغربی جمہوریت کے شیطانی چرنے کا حصہ بن گئی ہیں۔ اور ان کے وہ اہداف اور وہ عزائم جو اقتدار سے پہلے جلسوں میں ہم سنا کرتے تھے وہ ماضی کا قصہ پارینہ بن چکے ہیں۔ ان کے کان جنوبی وزیرستان کے آپریشن اور وحشیانہ بمباری پر بھی کھڑے نہ ہوئے اور نہ ہی صوبہ سرحد کے شہر شہر اور محلے محلے میں مجاہدین کی پکڑ دھکڑ پر انہوں نے کوئی احتجاج کیا اور نہ ہی کوئی سنجیدہ قدم اٹھایا صرف اور صرف اقتدار کی ہما کی پرورش اور حفاظت ہی ان کا نصب العین رہ گیا ہے۔ اسی لئے دینی مدارس پر یہ افتاد آئی ہوئی ہے۔ وفاق المدارس العربیہ اور تنظیمات المدارس کو از خود کوئی سنجیدہ اقدام کرنا ہوگا تب ہی کوئی بات بنے گی۔ ورنہ سیاسی مذہبی جماعتیں تو ان دنوں حکومتی ”نظم و نسق“ چلانے ”عوامی فلاح و بہبود“ کے منصوبوں ”بحالی جمہوریت“ اور ”نفاذ اسلام“ کی کوششوں میں منہمک ہیں۔ وفاق المدارس کے ارباب اختیار بھی کئی امور پر مصلحت اور نرم گوئی کا رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔ ان کیلئے بھی یہ لمحہ فکریہ ہے۔ اگر میدان کارزار میں سب نے کمزوری دکھائی تو صدیوں کی محنت پل بھر میں خدانہ کرے ضائع ہو جائیگی۔ اور اپہن وسط ایشیاء کی ریاستوں کا انجام ہم سب کے سامنے ہونا چاہیے۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اور ”مردم و مال“ ”تہذیب و اسلام“ تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں